شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا احسانی وعرفانی مقام

(پہلی قسط) جناب محمد ظفر اقبال

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اتنی ہمہ جہات اور متنوع اوصاف وکمالات سے مملو ہے کہ اگر ان کی بابرکت زندگی کے کسی ایک ہی گوشے کو موضوع بنا کر اس پر لکھا جائے تو مختلف عنوانات پر ایک ایک بسیط مقالہ تیار ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت کے برعکس یہ بات بھی بہت قابل مشاہدہ ہے کہ آزادیٔ ہند کی مختلف تحریکات میں قائدانہ اور جاں فروشانہ شمولیت نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کو جہاد، سیاسیات اور تحریکات میں قیادت کا استعارہ بنا دیا ہے۔ بلاشبہہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی میدانِ جہاد وتحریکات میں خدمات اس لائق ہیں کہ منصب امامت اور نقش ہدایت کے لیے برعظیم میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کسی شخصیت کا نام لیا جاسکتا ہے تو وہ بجا طور پر صرف شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جہاں اس تکرار و گردان اور تحقیق وتفتیش نے میدان جہاد، تحریکات، زندان واسیری کے ایام میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے تقریباً ہر گوشے کو منظر عام پر لا کر اس باب میں اتباع کی بڑی راہ فراہم کی ہے اور اخلاف کو سلف کے طریق جہاد وسیاست کی ایک محفوظ راہ دکھائی ہے، وہیں اس عمل اور رویّے سے لاشعوری طور پر ہی سہی لیکن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بہت سے باطنی، احسانی، عرفانی، اخلاقی، سماجی اور تعلیمی پہلو نظر انداز ہوگئے ہیں، یا اس طرح واضح ہو کر منصۂ شہود پر نہیں آسکے کہ ان سے بلاتحقیق وتفحص رہ نمائی لی جاسکے۔ اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اگر شیخ الہندؒ کی زندگی کا بہ نظرِ اِمعان مطالعہ کیا جائے تو آپؒ کی شخصیت علم و فضل، درس و تدریس، افتا وتصنیف، مناظرے و وعظ اور سلوک وعرفان میں بھی جہادی اور تحریکی سرگرمیوں ہی کی طرح جامع اور منصب امامت پر فائز نظر آئے گی۔

استحضارِ الٰہی اور جذبۂ عبودیت: لازمۂ احسان

زیرِ نظر تحریر میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے احسانی وعرفانی مقام کا ایک اجمالی جائزہ مقصود ہے۔ احسان وعرفان سے مراد وہ مواجید واحوال نہیں جنہیں فی زمانہ عرفان واحسان کا لازمہ باور کیا جاتا ہے، اگرچہ وسائل اور ذرائع کے درجے میں ان کی اہمیت سے انکار نہیں، لیکن یہاں احسان سے مراد بندگی کی وہ

www.banuri.edu.pk

لوٹے میں جو کہ چائے کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے ملتا اور اس میں ٹینٹو پیچ دار لگی ہوئی تھی اور اس میں ہمارے معمولی دس بارہ لوٹے پانی آجاتا تھا' پانی خوب گرم کرلیا جاتا تھا اور پھر اسی پاس والے کمرے میں جہاں پر نل لگا ہوا تھا، اس لکڑی کے تخت پر جس پر سب کپڑے دھوتے تھے ایک کمبل میں لپیٹ کر عشاء کے بعد رکھ دیتے تھے۔ یہ پانی صبح تک خوب گرم رہتا تھا، حال آں کہ سردی بہت ہی زیادہ پڑتی تھی، اندھیرے ہی میں جاکر اس میں نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوجاتے تو پھر چارپائی پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور صبح تک مراقبہ اور ذکرِ خفی میں مشغول رہتے تھے اور ہزار دانوں کی تسبیح ہمیشہ سرہانے رکھی رہتی تھی۔ اسمِ ذات کی کوئی مقدار معین کر رکھی تھی، اس کو ہمیشہ بالتزام پورا فرماتے۔ مراقبے کا اس قدر انہاک ہوگیا تھا کہ بعض اوقات میں دو دو تین تین مرتبہ باتیں دھراتے، مگر سمجھتے نہ تھے۔ صبح کی نماز سے پیشتر اکثر پیشاب کرتے اور وضو کی تجدید فرماکر نماز باجماعت ادا فرماکر وہیں مصلے (سجادہ) پر آفتاب کے بلند ہونے تک مراقب رہتے تھے۔ اس کے بعد اشراق کی نماز ادا فرماکر اپنے کمرے میں تشریف لاتے۔ اس وقت مولانا کے لیے اُبلے ہوئے انڈے اور چائے تیار رہتی تھی' وہ پیش کردی جاتی تھی۔ اس کو نوش فرماکر دلائل الخیرات اور قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تھے۔ اس سے فارغ ہوکر کچھ ترجمۂ قرآن شریف تحریر فرماتے یا اس پر نظر ثانی کرتے یا اگر خط لکھنے کا دن ہوتا تو خط تحریر فرماتے یا وحید کو سبق پڑھاتے۔ اتنے میں کھانے کا وقت آجاتا، کھانا تناول فرماکر چائے نوش فرماتے تھے۔ اس کے بعد اگر کسی سے ملنے کے لیے وروالہ یا سینٹ کلیمت کیمپ یا بلغار کیمپ میں جانا ہوتا تو وہاں کا قصد فرماتے اور کپڑے پہن کر تیار ہوجاتے تھے اور اگر جانے کا قصد نہ ہوتا تو آرام فرماتے اور اگر کوئی ملنے کے لیے دوسرے کیمپ میں سے آتا تو اس سے باتیں کرتے۔ اگر تیز گرمی کا زمانہ ہوتا تھا تب تو وہیں چارپائی پر اور اگر کچھ بھی سردی ہوتی تو صحن میں دھوپ میں قیلولہ فرماتے تھے۔ وہاں پر ہم سب دو تین گدّے ڈال دیتے اور اس پر کمبل اور تکیہ بچھا دیا جاتا تھا اور اگر کسی نے غفلت کی تو خود تکیہ لے جاتے اور ان گدّوں اور کمبل کو بچھا کر آرام فرماتے۔ دو تین گدّے ہم نے زائد اسی واسطے لے رکھے تھے جو کہ ہمیشہ علاحدہ رکھے رہتے تھے اور جب تک وہ حاصل نہ ہوئے تھے تو بعض چارپائیوں کے گدّے اٹھا لیے جاتے تھے۔ تقریباً دو یا ڈیڑھ گھنٹے تک اسی طرح آرام فرماتے تھے۔ پھر قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے اور پھر وضو فرمانے کے بعد تلاوتِ قرآن شریف، دلائل الخیرات، حزب الاعظم وغیرہ میں مشغول ہوتے، مگر قرآن شریف بہت زیادہ پڑھتے تھے۔ غالباً روزانہ دس بارہ پارے پڑھتے تھے۔ ظہر کی اذان تک اسی حالت میں رہتے تھے، پھر مسجد میں تشریف لاتے اور نماز سے فارغ ہوکر اگر وحید کا سبق ہوتا تو کبھی اس وقت میں اور کبھی صبح کو اپنے اَوراد سے فارغ ہوکر کھانے کے وقت تک

پڑھاتے تھے، بلکہ اکثر صبح ہی کو پڑھاتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد اکثر مولانا رحمۃ اللہ علیہ ذکرِ خفی لسانی میں مشغول ہوتے تھے، وہ ایک ہزار دانے والی تسبیح چادر یا رومال کے نیچے چھپا کر بیٹھ جاتے اور ذکر کرتے تھے۔ مغرب کے بعد بھی ذکرِ خفی میں مشغول ہوجاتے تھے۔'' (۱۹)

حوالہ جات

۱:......ادریس کاندھلویؒ، سیرۃ المصطفیٰ، کراچی: مکتبہ عمر فاروق، ۲۰۱۰ء، جلد: ۱، ص: ۲۶۳۔

۲:......مسلم بن الحجاج القشیریؒ، الصحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ، رقم: ۱۲۸۱۔

۳:......عبدالرشید ارشد، بیس بڑے مسلمان، لاہور: مکتبہ رشیدیہ، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۳۶۔

4:Barbara Metcalf, "The Madrasa at Deoband: A Model for Religious Education in Modern India", Modern Asian Studies, 12, I, [1978], p. 122.

۵:......محمود حسن گنگوہیؒ، ملفوظات فقیہ الامت، لاہور: مکتبہ مدنیہ، ۱۹۹۲ء، جلد: ۲، قسط: ۷، ص: ۹۳۔

۶:......عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، تذکرۂ شیخ الہندؒ، [مرتب: ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری]، کراچی: مجلس یادگار شیخ الاسلام، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۴۳۔

۷:......محمد زکریا سہارن پوریؒ، آپ بیتی، لاہور: مکتبہ الحرمین، [س-ن]، جلد: ۲، ص: ۶۰۷۔

۸:......اشرف علی تھانویؒ، ''ذکر محمودؒ''، مشمولہ تذکرہ شیخ الہندؒ، ص: ۵۳۰-۵۳۱۔

۹:......حسین احمد مدنیؒ، مکتوبات شیخ الاسلام، کراچی: مجلس یادگار شیخ الاسلام، ۱۹۹۴ء، جلد: ۲، ص: ۲۰۰-۲۰۱، مکتوب: ۶۲۔

۱۰:......محمد یعقوب نانوتویؒ، ''سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی''، مشمولہ نادر مجموعہ رسائل جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، کراچی: میر محمد کتب خانہ، [س-ن]، ص: ۸۔

۱۱:......میاں اصغر حسینؒ، حیات شیخ الہندؒ، لاہور: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۷۷ء، ص: ۱۶۷۔

۱۲:......عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، تذکرۂ شیخ الہندؒ، ص: ۱۵۰۔

۱۳:......میاں اصغر حسینؒ، حیات شیخ الہندؒ۔

۱۴:......عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، تذکرۂ شیخ الہندؒ، ص: ۱۵۰۔

۱۵:......ایضاً، ص: ۱۵۱۔

۱۶:......محمود حسن گنگوہیؒ، ملفوظات فقیہ الامت، لاہور: مکتبہ مدنیہ، ۱۹۸۶ء، جلد: ۱، ص: ۱۰۶۔

۱۷:......ایضاً۔

۱۸:......المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، کتاب الجھاد، جلد ۲، ص: ۸۶، رقم: ۲۴۰۸۔

۱۹:......عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، تذکرۂ شیخ الہندؒ، ص: ۱۵۱-۱۵۳۔

(جاری ہے)